تحریر فرمایا۔ اور اگرچہ ان کی ان اساسی کوششوں سے بھی طریقت اور شریعت کے بُعد کو کم کرنے اور روز بڑھتی ہوئی خلیج کے پاٹنے میں بہت مدد ملی تاہم اس میدان میں اُن کا اصل کارنامہ فلسفہ وحدت الوجود کے مقابلے میں نظریہ وحدت الشہود کی تدوین و ترویج ہے جس نے ان تمام مفاسد کا سدّباب کر دیا جو تصوف کی راہ سے حملہ آور ہو رہے تھے۔ نتیجۃً باطن کے ساتھ ساتھ ظاہر کی اہمیت بھی دوبارہ مسلّم ہوئی۔ عشق و محبت کے ساتھ ساتھ اطاعت و اتّباع کا جذبہ بھی از سرِ نو بیدار ہوا۔ فنا فی اللہ کے بجائے بقا باللہ کو مقصود و مطلوب کا درجہ حاصل ہوا اور جذب و سکر اور مستی و بے خودی کے بجائے جذبۂ عمل اور جوشِ جہاد نمایاں ہوتے ——— اور ان سب کا حاصل یہ کہ ہند میں ملت اسلامیہ کا جداگانہ تشخص از سرِ نو مستحکم ہو گیا۔ اور یہ خطرہ ٹل گیا کہ کہیں سرزمین ہند میں جیسے مذہبوں اور فلسفوں کے بہت بڑے عجائب گھر کی حیثیت حاصل ہے دینِ محمدیؐ بھی صرف ماضی کی ایک یادگار بن کر رہ جائے بقول علامہ اقبال مرحوم:

حاضر ہوا میں شیخ مجددؒ کی لحد پر — وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے — جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

سلسلۂ نقشبندیہ جس کا پودا سرزمین ہند میں حضرت مجددؒ کے مرشد خواجہ باقی باللہ کے ہاتھ سے لگا، اصلاً بھی جملہ سلاسل طریقت میں سے اقرب الی الشریعت ہے، اور حضرت مجددؒ کے ہاتھوں جو عظیم الشان کارنامہ سرانجام پایا اس کی بنیاد بھی خواجہ باقی باللہ کے ہاتھوں پڑ چکی تھی تاہم واقعہ یہ ہے کہ اس میں جو شان حضرت مجددؒ نے پیدا کی وہ انہی کا حصہ ہے اور یوں تو بعد میں سلسلۂ نقشبندیہ باقاعدہ بھی ہندوستان میں جاری رہا اور اس سے بہت سا خیر پھیلا لیکن ہند میں سرمایۂ ملت کی نگہبانی" کا فریضہ جس شان کے ساتھ حضرت مجددؒ کے احفاد و خلفاء نے ادا کیا اس میں کوئی دوسرا ان کے ساتھ شریک نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ یہی وہ واحد سلسلہ ہے جس کے منسلکین نے ذکر و شغل اور مجاہدہ و ریاضت کے علاوہ کلمۂ حق کہنے کی پاداش اور ردِّ بدعت و رفض کے جرم کی سزا کے طور پر جیل خانوں میں ڈالے جانے اور جان پر کھیل جانے کی روایات کو بھی از سرِ نو

© rasailojaraid.c